ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue I, (Jan to March 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

فائزہ مظہر علوی

اسکالر، ایم فل اُردو، نمل یونیورسٹی، اسلام آباد

سید ازور عباس

لیکچرر شعبہ اُردو، ہزارہ یونیورسٹی، مانسہرہ

جویریہ ظفر

اسکالر، ایم فل اُردو، دی ویمن یونیورسٹی، ملتان

تانیثیت کا مغربی اور مشرقی تناظر

Faiza Mazhar Alvi
Scholar, Mphil Urdu, NUML University Islamabad
Syed Azwar Abbas
Lecturer, Urdu Department, Hazara University, Mansehra.
Jawaria zafar
Scholar ,Mphil Urdu ,Women university ,Multan

Western and Eastern Perspectives of Feminism

In this article the key perspectives of feminism with respect to east and west has been discussed. Every movement in literature or with socio-political aspects has some reasons or specific phenomena's behind it. East and west with respect to feminism deals with the social, political, professional and personal rights of women, the rights which was abandoned during the dark ages of Europe and the movement of feminism has its origin in the west (France) with a lot of influence on international level especially in east. Feminism has grown with the help of literature all around the world. It discusses women's rights to establish civilized societies. In western and eastern perspective, the basic demand with every aspect of life is, to deal with women as a human first.

Keywords: *feminism, western perspective, eastern perspective, social rights, political rights, Dark Age of Europe.*

تانیثیت عورتوں کے حقوق کے لیے کام کرنے والی تحریک کی شکل میں سامنے آئی۔ تانیثیت کو انگریزی میں 'فیمنیزم' کہا جاتا ہے۔ فیمنزم کی ابتدا انقلاب فرانس ۱۷۷۹ء کے ساتھ ہی ہو گئی تھی۔ جب عورتوں نے پہلی بار اپنی آزادی اور حقوق کے لئے آواز بلند کی۔ تحریکِ نسواں کی شروعات کے حوالے سے مختلف نظریات موجود ہیں۔ بعض ناقدین کے مطابق اس کا آغاز ۱۸۲۰ء میں ہوا تھا، بعض کے مطابق ۱۹۷۲ء میں۔ تاہم زیادہ تر ناقدین کے مطابق اس کے آغاز کی اہم وجہ انقلابِ فرانس ہی تھا۔ انقلابِ فرانس سے قبل مغربی تہذیب میں عورت اپنے سماجی مقام و مرتبہ سے محروم تھی۔ سیاسی طور پر بھی اسے انتخابات میں حصہ لینے اور ووٹ کے ذریعے اظہار رائے دینے کے حق سے محروم رکھا گیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ یہ تحریک شروع ہی سے پدر سری نظام کے خلاف ہوئی۔ بیشتر مغربی ممالک میں عورت کو کسی قسم کے حقوق حاصل نہ تھے اور وہ صرف گھر کی چار دیواری تک محدود تھی۔ عورت اپنے معاشرے کے سیاسی، معاشرتی، سماجی نظام سے نابلد مرد پر منحصر زندگی گزار رہی تھی۔ اس دور کو یورپ کی 'ڈارک ایجز' کے نام سے موسوم کیا گیا۔ یورپ کے کئی ممالک میں مرد عورت کو بیچنے کا حق رکھتا تھا۔ بیسویں صدی کے اوائل تک بہت سے ممالک میں عورت کو مرد کی سرپرستی کے بغیر کاروبار کرنے کی اجازت ہی نہیں تھی۔ عورت کو تعلیم کے حق سے روکا گیا۔ عورت کے لیے بہت سے پیشوں کو اختیار کرنے پر بھی پابندی لگائی گئی۔ خاوند کی اجازت کے بغیر عورت کو اپنے بچوں پر بھی کسی قسم کا قانونی حق حاصل نہیں تھا۔ سماجی طبقے اور ذات پات کا نظام یورپی معاشرے میں بھی رائج تھا۔ فرانسیسی فلسفی ژاں جیک روسو نے عورتوں کو فضول اور بے وقوف مخلوق قرار دیا اور یہ بھی کہا کہ عورتیں مردوں کے ماتحت ہیں کیوں کہ وہ پیدا ہی اسی لیے ہوئی ہیں۔ عورتوں کے بارے میں اُس دور کے کئی فلسفیوں نے منفی خیالات کا اظہار کیا۔ جس کے خلاف تانیثیت ایک ردِ عمل بن کر سامنے آئی:

> "During the Civil war World War I and World War II woman was not permitted to do anything without the control of man especially in public places. This domination of man over woman mainly existed in all the fields with no exception. Those activities made people judge woman and gave her a stereotypical image. She was no more than a housekeeper, a mother and a wife. "(1)

عورت کا سماجی، سیاسی، جنسی، معاشی استحصال اور صنفی امتیازات، مرد کے مقابلے میں عورت کو کمتر سمجھا جانا اور پدر سری نظام کے تحت عورت کی زندگی کو تانیثیت نے موضوع بنایا۔اس حوالے سے ادبی تحریروں اور مغربی ادب نے بہت اہم کردار ادا کیا۔ادبی تحاریر میں عورت کو بحیثیت انسان تسلیم کروانے کی کوشش کی گئی۔ عورت کی جبری اور حبس زدہ زندگی کو موضوع بناتے ہوئے مختلف قسم کے ناول،افسانے،شاعری کے علاوہ غیر ادبی تحریریں بھی منظرِ عام پر آئیں۔عورت کے حقوق پر تواتر سے بات کی جانے لگی۔وہ عورت جو اپنے سماجی مقام،گھریلو حقوق ،سیاسی اظہار رائے کی آزادی سے بے بہرہ تھی، اسے اس کے حقوق باور کروائے گئے کہ بحیثیت انسان یہ سب اس کا بنیادی حق ہے۔ ایک عورت مرد سے کسی طرح کم نہیں ہے۔ تانیثیت کی تحریک نے ہر معاشرے میں اپنی جگہ بنائی مگر ہر معاشرے کے ثقافتی مزاج کا اثر بھی قبول کیا۔ اس تحریک کا مطمعِ نظر یہ تھا کہ عورت کو اس کی مرضی سے اپنی زندگی گزارنے کا حق حاصل ہونا چاہیے۔کوئی اور اس کی زندگی کا فیصلہ نہیں کر سکتا۔ غرض وہ جیسے چاہے ایک انسان کی حیثیت سے اپنی زندگی گزار سکے ،اس پر کسی قسم کی سماجی پابندیاں نہیں ہونی چاہئیں۔یورپ کی نشاۃ ثانیہ یا روشن خیالی کے دور کے ساتھ ہی عورتوں کے حقوق کے لیے بھی آوازیں بلند ہونا شروع ہوئیں اور عورت کی زندگی کے مسائل کو موضوع بنایا گیا۔عورت کے احساسِ کمتری کا شکار ہونے کی وجہ پدر سری نظام اور اس کی فرسودہ روایات ورسوم کو قرار دیا گیا۔ادب میں بھی ان مسائل پر بات کی جانے لگی۔عورت کو روایتی گھریلو کردار سے باہر نکل کر سیاسی، سماجی، معاشی،اقتصادی، تعلیمی،پیشہ وارانہ اور ذاتی خود مختاری حاصل کرنے اور اپنے تمام حقوق کے حصول کے لیے جدوجہد کرنے پر زور دیا گیا۔ادب میں بھی تانیثیت کے حوالے سے عورت کو مرد کی برابری کا حق دار اور اس کے مساوی ٹھہرایا جانے لگا۔خواتین کے ساتھ مردوں کے سلوک کو متون میں اس طرح پیش کیا گیا جس سے عورتوں میں اپنے حقوق کے حصول کی جدوجہد نے ایک احتجاجی رویے کا روپ دھار لیا اور ایسا ادب تخلیق کیا جانے لگا جس میں عورت کی استحصال زدہ زندگی کی تمام پرتیں کھولی گئیں:

> "This movement is concerned not simply with the social, political, and economic equality of women with men but with a fundamental reimagination of the whole of humanity in relation to whole of reality, including non-human creation." (2)

تانیثیت کو اگرچہ خواتین کی ایک باقاعدہ سیاسی تحریک مانا جاتا ہی ہے لیکن یہ ایک طرح کا فکری رویہ بھی ہے۔یہ طرزِ فکر عورتوں کو معاشرے میں سیاسی، سماجی، معاشی اور جنسی استحصال کے خلاف انصاف دلانے کے

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue I, (Jan to March 2022)
ماخذ تحقیقی مجلہ

لیے سرگرم ہے۔ دراصل تانیثیت معاشرے میں ہر حوالے سے صنفی مساوات کا قائل نظریہ ہے۔عورتوں کے تحفظ کے بارے میں مختلف تاثرات کی بنا پر تانیثیت کو درج ذیل شاخوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ۱-آزاد خیال تانیثیت ۲-انارکسٹ تانیثیت ۳-مارکسی تانیثیت ۴-ریڈیکل /انتہا پسند تانیثیت ۵-مشرقی تانیثیت

آزاد خیال تانیثیت کے حامیؔ، عورتوں کے مردوں کے شانہ بشانہ کام کرنے کے حمایتی ہیں۔ یہ مردوں سے عورتوں کی نفرت کو اجاگر نہیں کرتے۔ آزادی کی قدر اور انصاف پسند معاشرے پر زور دیتے ہیں تاکہ عورت کی آزادی کو یقینی بنایا جا سکے۔اس حوالے سے آزاد خیال تانیثیت کے مقلدین دو طرح کے ہیں؛ایک وہ جو زبردستی آزادی حاصل کرنے کے قائل ہیں اور دوسرے وہ جو 'لبرل فیمینزم' کو ذاتی خود مختاری، سیاسی خود مختاری اور اپنی پسند کی زندگی گزارنے کے طور پر قبول کرتے ہیں۔اُن کے نزدیک عورت کو ذاتی، سماجی، سیاسی، معاشی، تعلیمی، پیشہ وارانہ، ہر لحاظ سے آزادی حاصل ہونی چاہیے تاکہ عورت اپنی زندگی مرضی سے گزار سکے۔

انارکسسٹ تانیثیت کے مقلدین پدرسری نظام کے خلاف علمی بغاوت کے قائل ہیں۔اس گروہ کی عورتیں مردوں سے نفرت کا اظہار کرتی ہیں اور اپنی زندگی میں مرد کی کسی بھی قسم کی مداخلت کو گوارا نہیں کرتیں۔انارکسٹ تانیثیت کی نمائندہ خواتین مرد کی حاکمیت سے منحرف ہیں۔ وہ طبقاتی کشمکش اور ریاستی جبر کے خلاف احتجاج اور جدوجہد کا لازمی سمجھتی ہیں۔

مارکسی تانیثیت نے اپنی نظریاتی اساس مارکسزم سے حاصل کی۔یہ معاشرے میں عورت کے معاشی حقوق، جائداد میں ملکیت، سرمایہ دار طبقے کی ناانصافیوں اور پیداواری ذرائع کی غیر منصفانہ تقسیم اور صنفی امتیازات کو موضوع بناتی ہے۔مارکسزم معاشرتی طبقاتی کشمکش کا نظریہ ہے جس میں طبقاتی جدوجہد کو اہمیت حاصل ہے۔یہی مارکسزم تانیثیت میں عورتوں کے معاشی استحصال اور طبقاتی مسائل کو اُجاگر کرتا ہے۔ اس کا مقصد عورت کو معاشی طور پر آزاد اور بااختیار بنانا ہے۔

ریڈیکل /انتہا پسند تانیثیت کے دو گروہ ہیں۔ ایک وہ گروہ ہے جو طبقاتی تقسیم کی بجائے معاشرتی اقدار کو عورت کے استحصال کا ذمہ دار مانتا ہے۔ دوسرے گروہ کا یہ اصرار ہے کہ مردوں کو تانیثیت کی تحریک کا حصہ نہیں ہونا چاہیے اور عورتوں کو مردوں سے الگ رہ کر کام کرنا چاہیے۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہ عورت مرد سے قطع تعلق ہو کر اپنی دنیا خود بنائے۔اپنی زندگی کے اصول وضوابط اور مقاصد خود طے کرے۔اس کے مقلدین

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 3, Issue I, (Jan to March 2022)

سماجی، سیاسی، معاشی، اقتصادی ہر سطح پر مرد کی بالادستی کو ختم کرنے کے قائل ہیں۔ یہ تانیثیت معاشرے سے پدرسری نظام کے خاتمے کے ساتھ ساتھ ہر قسم کی ناانصافی کا خاتمہ بھی چاہتی ہے۔

مشرقی تانیثیت دراصل نوآبادیاتی نظام کی خواتین پر اثر پذیری کو موضوع بناتی ہے۔ اس کے مطابق یہ ضروری نہیں کہ مشرقی عورت مغربی تہذیب اپنا کر اپنی روشن خیالی ظاہر کرے بلکہ وہ اپنی روایات و اقدار کی پابند رہ کر بھی اپنے حقوق کی خاطر آواز اٹھا سکتی ہے۔ مشرقی تانیثیت میں مذہب کا عنصر بھی شامل ہے، مثلاً، ہندو اور مسلم مذہبی اعتقادات جو عورت کو ایک مخصوص دائرے میں ہی آزادی دیتے ہیں۔ ہندو مذہب کے مقابلے میں اسلام نے عورتوں کو ہر طرح کے حقوق دیے ہیں اور عورت کی حفاظت کی خاطر ان کو مشروط کر دیا ہے۔ آج یورپ عورت کے جن حقوق کی بات کر رہا ہے آج سے چودہ سو سال پہلے یہ حقوق عورت کو اسلام نے دیے۔ مشرقی تانیثیت انھیں دائروں میں رہتے ہوئے عورت کے حقوق کے حصول کی حامی ہے۔ اس کے لیے عورت کو مغربی ثقافت یا طرزِ زندگی کا لبادہ اوڑھنے کی ضرورت نہیں۔ عورت مشرقی ثقافت اور طرزِ زندگی میں رہتے ہوئے بھی اپنے حقوق کے لیے جدوجہد کر سکتی ہے، وہ حقوق جو مذہب اور قانون تو اُسے دیتا ہے لیکن پدرسری نظام، فرسودہ معاشرتی اقدار اور سماجی پست ذہنیت سلب کر رہی ہے۔ مشرقی تانیثیت عورت کا اپنے حق کے لیے صدائے احتجاج بلند کرنا مکمل قانونی حق سمجھتی ہے۔ مشرقی ادب بالخصوص اردو ادب نے اس حوالے سے عورت کو کمزور نہیں بلکہ اپنے حق کے لیے آواز بلند کرتے ہوئے پیش کیا ہے۔ منشی پریم چند، قرۃ العین حیدر اور عصمت چغتائی اس ضمن میں قابلِ ذکر ہیں۔ تانیثیت نظری اور عملی طور پر عورت کے ہر طرح کے مسائل اور ہر نوع کے حقوق کی فراہمی کے لیے آواز اٹھانے والی تحریک ہے۔ یہ تحریک عورت کو معاشرے میں انسان کی حیثیت میں قبول کروانے اور انسان ہونے کے ناتے اُسے تمام تر حقوق دلوانے کی پیامبر ہے۔

عورتوں کے حقوق پہ لکھی جانے والی پہلی تانیثی کتاب وال سٹون سٹون کرافٹ کی تصنیف A vindication of the rights of the woman(1792) کو مانا جاتا ہے جو کہ ایڈمنڈ برک کی تصنیف A vindication of the rights of the man (1790) کے جواب میں لکھی گئی تھی۔ اس تصنیف میں عورتوں کے حقوق پر بات کی گئی اور ابتدا میں عورتوں کو تعلیم، سیاست اور کام کے یکساں مواقع فراہم کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔ عورت کو مرد کی طرح فطری طور پر عقلی کہا گیا اور جو فلفسی عورت کو بے وقوف تسلیم کرتے تھے انھیں یہ

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 3, Issue I, (Jan to March 2022)

جواب دیا گیا کہ اگر عورت بے وقوف ہے تو اس وجہ سے کہ یہ معاشرہ اسے اس کے حقوق سے نابلد رکھتے ہوئے اس کی تربیت ایک غیر متعلقہ فرد کے طور پر کرتا ہے۔

> "Charles Fourier, a French social theorist, quoting his dictum that" by the position which women hold in a land , you can see whether the air of the state is thick with dirty fog or free and clear".(3)

عورتوں کے حقوق پر بات کرنے کا یہ رجحان آہستہ آہستہ دیگر یورپی ممالک میں بھی عام ہونے لگا۔ جہاں نہ صرف عورتوں نے اپنے حقوق کے لیے آواز اٹھائی بلکہ مردوں نے بھی عورتوں کے حقوق کے لیے تحریکِ نسواں کا ساتھ دیا۔ تانیثیت کا باقاعدہ آغاز ۱۸۴۸ء میں برطانیہ اور امریکہ سے ہوا۔ یہ وہ دور تھا جب مغربی ممالک میں عورت نے اپنی آزادی کا اظہار کیا اور گھروں سے باہر نکل کر ملازمت اختیار کی۔ ایسے میں انہیں مردوں کے مقابلے میں اپنے معاشی استحصال کا ادراک ہوا۔ عورتوں کو مرد کے مقابلے میں جن معاشرتی امتیازات کا سامنا تھا، اسے موضوعِ بحث بنایا گیا۔ یورپ میں تانیثیت کے تحت جو تناظر عورتوں کی سماجی و گھریلو زندگی کے حوالے سے سامنے آتا ہے وہ یہ ہے کہ عورت گھر میں جو کام کاج کرتی ہے۔ اسے بھی مرد کے کام کے مقابلے میں اہمیت حاصل ہونی چاہیے۔ اس کی اس محنت کو تسلیم کیا جانا چاہیے۔ اگر مرد گھر کے باہر کام کرتا ہے تو عورت گھر کے اندر کام کرتی ہے دونوں کی مشقت میں زیادہ فرق نہیں ہے۔ اگر عورت گھر سے باہر ملازمت کر رہی ہے۔ مردوں کے مقابلے میں اتنا ہی کام کرتی ہے جتنا کہ مرد کرتے ہیں تو دونوں کی اجرت بھی مساوی ہونی چاہیے۔ ایسا سلوک روا نہیں رکھا جانا چاہیے، جہاں عورت کو کم اور مرد کو زیادہ اجرت دی جائے۔ اس ضمن میں یہ مثال دی جاسکتی ہے کہ ۱۸۶۰ء تک جرمنی کی کل خواتین کی آبادی کا ۷۰ فیصد ملازمت پیشہ خواتین تھیں۔ مگر مرد کے مقابلے میں ان کی اجرت کم تھی۔ ان کا معاشی استحصال کیا جا رہا تھا۔

مرد اور عورت دونوں کے لیے قانون برابر ہونا چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ عورت کے حقوق کو تسلیم ہی نہ کیا جائے اور مرد کو کھلی چھوٹ حاصل ہو کہ وہ جو چاہے کر سکے۔ اگر دونوں کے لیے قانون برابر ہو گا تو مرد کسی لحاظ سے بھی عورت کے حقوق پامال نہیں کر سکے گا۔ ۱۹۱۲ء میں میگنا کارٹا کا قانون انگریزوں نے پاس کیا، جس میں پہلی بار عورتوں کے حقوق پر بات کی گئی اور معاشرے میں اس کے سماجی مقام و مرتبے اور حقوق کو تسلیم کیا گیا۔ یہ تصور دیا گیا کہ روایتی مردوں کی سوچ کو بدلنا چاہیے۔ عورت کو معاشرے میں ہر لحاظ سے تحفظ حاصل ہونا چاہیے ۔ اسے تعلیم حاصل کرنے کا بھی حق ہو، اس کے جنسی استحصال پر سخت قانونی کاروائی کی جانی چاہیے:

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 3, Issue I, (Jan to March 2022)

"فیمینیزم اس احساس کا، کہ معاشرے میں عورت مظلوم ہے اور اس کا استحصال کیا جاتا ہے، اور اس صورتحال کو بدلنے کی شعوری کوشش کا نام ہے۔"(۴)

عورت بحیثیت انسان اظہار رائے کی آزادی رکھتی ہے۔ اسے کسی بھی سماج کا فرد ہونے کے ناتے اپنے سیاسی نظریات کے اظہار اور ووٹ ڈالنے کا حق ہونا چاہیے۔ اس ضمن میں پہلی بار برطانیہ اور آسٹریلیا میں ۱۹۰۸ء اور ناروے میں ۱۹۰۷ء اور امریکہ میں ۱۹۵۹ء میں عورتوں کو انتخابات میں حصہ لینے اور ووٹ ڈالنے کا حق حاصل ہوا ۔ عورت ایک خاندان کا فرد ہوتے ہوئے اپنی ذمہ داری انجام دیتی ہے۔ خاندانی وراثت میں بھی وہ ویسے ہی حصّہ دار ہے جیسا کہ مرد، لہٰذا، عورت کو خاندانی جائداد میں سے اس کی ملکیت دی جانی چاہیے۔ ۱۹۸۰ء میں یورپ میں اس پر عمل درآمد کروایا گیا۔ معاشرے کو از سرِ نو تبدیل ہونے کی ضرورت ہے۔ اگر مرد کی سوچ عورت کے لیے تبدیل نہ ہو سکی تو مرد اور عورت کے درمیان امتیازات کی خلیج کو کم نہیں کیا جا سکتا۔

عورتوں کے معاشرتی مسائل حل کرنے اور حقوق دلوانے کے لیے مختلف تنظیمیں بھی منظرِ عام پر آئیں ۔جن میں women' s suffrage 1866 ،women's writers suffrage league 1908 ، National union of women's suffrage societies قابلِ ذکر ہیں۔ ان تنظیموں نے عورتوں کو نہ صرف ان کے حقوق سے باور کروایا بلکہ اپنا حق حاصل کرنے کے لیے بھی ہر ممکن مدد فراہم کی۔ ان تنظیموں کا بنیادی مقصد پر امن رہ کر قانونی طریقے سے خواتین کا حقِ رائے دہی حاصل کرنا تھا۔ ان تنظیموں نے پارلیمانی سطح پر مختلف بلز پیش کر کے عورتوں کے لیے سماجی اور سیاسی مقاصد کے حصول کو آسان بنانے کی کوشش کی۔

تانیثیت کا یہ عالمی تناظر تمام ممالک میں عورتوں کے حقوق کے حوالے سے یکساں تھا۔ یورپ میں اس تحریک کا زور اس لیے بھی شدید تھا کہ عورت کو مغربی معاشرے میں کسی بھی قسم کے حقوق حاصل نہ تھے۔ مغربی عورت کی زندگی کے مسائل کو اس لیے ادبا نے ادب میں پیش کیا۔ اس ضمن میں ورجینا وولف، ایچ۔جی ویلز، میری ایلمن ،سیمون دی بوار، ڈورس لیسنگ کے نام قابل ذکر ہیں:

"ادب میں 'تانیثیت' ایک اصطلاح کے طور پر رائج ہوئی ہے جس کا سروکار مختلف سطحوں پر خواتین کے تشخص اور مسائل سے ہے۔ عالم کاری اور صارفیت کے اس دور میں بھی نفسیاتی دباؤ، معاشی اور جنسی استحصال کی شکار خواتین ہی ہو رہی ہیں۔ ایسے میں جہاں خوف، جبر اور دہشت کا ماحول ہے وہیں رشتوں اور قدروں کے تحت غیر

مساویانہ سلوک، شناخت، تشخص اور انا وغیرہ کو بھی موضوع بحث بنایا جارہا ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ اٹھارویں اور انیسویں صدی عیسوی میں انگلینڈ، فرانس، امریکہ، جرمنی، روس نے اس جانب پہل کی۔"(۵)

تانیثیت کی تحریک نے یورپ کے علاوہ مشرقی ممالک اور عرب ممالک میں کی سیاسی و سماجی آب و ہوا کو خاصا متاثر کیا۔ یوں ان تمام ممالک میں عورت کی تعلیم، صنفی امتیازات کے خاتمے، عدم مساوات، معاشی مسائل اور قانونی حقوق کے حصول پر خاصی توجہ دی گ ئی ی۔

تانیثیت معاشرتی اقدار کے مزاج کے مطابق نمو پاتی ہے۔ تانیثیت کے مشرقی تناظر کے ذیل میں برصغیر پاک و ہند کو دیکھیں تو انیسویں صدی کے وسط میں یہ علاقہ نوآبادیاتی نظام کے زیرِ اثر تھا۔ مغربی ادبیات کا اثر اردو ادب پر بھی ہو رہا تھا۔ یہ وہ خطہ تھا، جہاں ہندو اور مسلمان اکٹھے رہ رہے تھے۔ اس حوالے سے اگر مسلم معاشرے کو دیکھا جائے تو مغرب میں ہر حوالے سے عورت کے جن حقوق کی بات کی جارہی تھی، اسلام نے عورت کو یہ تمام حقوق اور مقام و مرتبہ چودہ سو سال پہلے عطا کر دیا تھا۔ یہ الگ بات ہے کہ مسلم معاشرے میں اس پر چند حوالوں سے بہت کم عملدرآمد نظر آتا ہے۔ اگر ہندو معاشرے، مذہب یا تہذیب کو دیکھیں تو مذہبی حوالے نسے عورت کو کچھ حقوق حاصل تھے مگر معاشرتی روایتیں ان پر حاوی تھیں۔ یہاں عورت پر ظلم و ستم اور جبر و استحصال کی انتہا تھی۔ عورت کے وجود کو منحوس تصوّر کیا جاتا۔ اسے تحقیر و تذلیل کا نشانہ بنایا جاتا۔ خاوند مر جائے تو عورت کو اس کے ساتھ ہی جلا دیا جاتا یا وہ ساری عمر نحوست کی زد میں سفید لباس پہنے اور سر منڈوائے گزار دیتی۔ عورت کو تعلیم سے محروم رکھا جاتا تھا۔ عورت اپنے مرد کے ظلم و ستم کا شکار بھی تھی۔ عورت جاگیردارانہ معاشرے میں جنسی استحصال سے بھی گزر رہی تھی۔ بطور خاص جاگیردارانہ نظام میں عورت ایک کاروبار کی حیثیت رکھتی تھی۔ جہاں قرض ادا نہ کرنے پر کسی غریب اور مظلوم کی بیٹی کی عزت و توقیر پامالی کا شکار تھی۔ بہت سے ایسے لوگ بھی موجود تھے جو عورت کو نہ صرف تعلیم دلواتے تھے بلکہ اسے اس کے جائز حقوق بھی فراہم کرتے تھے اور عورتوں کے حقوق کے لیے آواز بھی بلند کر رہے تھے۔

برصغیر میں تعلیمِ نسواں ایک اہم مسئلہ تھا۔ اس مسئلہ پر پہلی بار ڈپٹی نذیر احمد نے آواز اٹھائی۔ پھر الطاف حسین حالی، راشد الخیری، پریم چند، قرۃ العین حیدر، رشید جہاں، عصمت چغتائی، احمد ندیم قاسمی، غلام عباس، کرشن چندر، راجندر سنگھ بیدی نے۔ یہ وہ ادیب تھے جنھوں نے اس معاشرے میں عورت کے حقوق کے لیے اپنے ادبی فن

پاروں میں صدائے احتجاج بلند کی اور ایسا ادب تخلیق کیا، جو عورت کے جذبات واحساسات کا نمائندہ اور معاشرے میں ان کے مقام و مرتبے اور حقوق کے حصول کے لیے کوشش کرسکے۔ مشرقی تانیثیت کا تناظر یہ تھا کہ عورت کو بھی تعلیم حاصل کرنے کا اتناہی حق حاصل ہے، جتنا کہ مرد کو۔ اس لیے عورت کو بھی یکساں تعلیم کے مواقع فراہم کیے جانے چاہئیں۔

عورت کا معاشی استحصال نہیں ہونا چاہیے۔ اگر عورت کسی مجبوری کے باعث گھر سے نکلتی ہے تو اس کی مجبوری کا فائدہ نہیں اٹھایا جانا چاہیے۔ عورت کو گھر کے اندر اور باہر تحفظ حاصل ہونا چاہیے۔ اگر کوئی عورت گھر سے باہر ملازمت اختیار کرتی ہے تو اُس کے حوالے سے منفی سوچ کو بدلنے کی ضرورت ہے۔ عورت جائز طریقے سے اپنے گھر کے معاشی استحکام کے لیے کوشش کرتی ہے۔ اس بنا پر عورت کو آوارہ یا بد چلن سمجھنا جہالت ہے۔

معاشرے میں عورت کے جنسی استحصال اور جاگیر دارانہ نظام کے تحت اس کے حقوق کی پامالی پر قانونی کاروائی کی جانی چاہیے۔ مردانہ تسلط قائم کرنے کی بجائے مرد اور عورت کے درمیان صنفی خلیج کو کم کرنے کی کوشش کی جانی چاہیے تاکہ معاشرہ مرد اور عورت کے درمیان فرق، گھریلو مسائل، معاشی مشکلات اور احساس کمتری سے نجات پا سکے۔ مشرقی معاشرے میں عورت کو بھیڑ بکریوں کی طرح پالا جاتا ہے اور پھر ان سے فائدہ بھی حاصل کیا جاتا ہے۔ جاگیر دارانہ مسائل ہوں یا قبائلی لڑائی جھگڑے، ہر طرف عورت کو قربان کر دیا جاتا ہے۔ ونی کرنے کی رسم کو ختم کیا جانا چاہیے۔ عورت اس معاشرے کا اتنا ہی قابل احترام طبقہ ہے جتنا کہ مرد۔ معاشرے سے ذات پات کے نظام کا خاتمہ ہونا بھی ضروری ہے تاکہ عورت کے لئے معاشرے میں بلحاظ مجموعی مسائل کا خاتمہ ہو سکے۔ عورت ہندو ہو یا مسلم اسے خاندانی وراثت میں بھی حقِ ملکیت حاصل ہونا چاہیے ۔

> "مارکس کے تاریخی مادیت کے نظریے کے مطابق ایک طبقے کے ذریعے دوسرے طبقے کا استحصال ازلی نہیں، اور نہ ہی عورت ابتدا ہی سے مرد کی محکوم ہے۔ مرد اور عورت کے سماجی نابرابری کے رشتے اور عورت کی کمتر سماجی حیثیت بھی معاشی طبقاتی فرق کی طرح تہذیبی سماجی ارتقاء کے مختلف مدارج کی زائیدہ ہے۔ قانون فطرت نے عورت کو کم تر نہیں بنایا ہے بلکہ پیداواری رشتوں اور معاشی نظام کی نوعیت کے مطابق اس کی حیثیت میں بتدریج تبدیلی آتی گئی، عورت مرد کے رشتوں کی نوعیت اور خاندان کی

ماہیت بدلی،بالکل اسی طرح جس طرح پیداواری رشتوں نے مختلف قسم کے طبقاتی،سیاسی اور معاشی نظام کو جنم دیا۔"(۶)

مشرقی تانیثیت کا ایک زاویہ یہ بھی تھا کہ نو آبادیاتی نظام میں نمو پانے والی عورت بھی مغربی روشن خیالی کی حامل ہو۔ مشرقی تانیثیت اپنے خاص مزاج کے تابع چند حدود و قیود کی حامل بھی تھی۔ جو مذہبی اور ثقافتی حوالے متعین کرتے ہیں۔ یہ مانا گیا کہ عورت اپنی مشرقی روایات کی پاسداری کرتے ہوئے اپنے حقوق کے لیے آواز اٹھا سکتی ہے اور بحیثیت عورت اپنا مقام و مرتبہ خود متعین کر سکتی ہے۔ برصغیر میں حقوق نسواں کے زیادہ مسائل دیہی علاقوں میں تھے اور ہمارے ادیبوں کے ہاں بھی دیہی معاشرے کی عورت کو زیادہ موضوع بنایا گیا ہے۔ شہری حوالے سے طوائف کے موضوعات زیادہ ہیں۔ اس موضوع کے پس پردہ محرکات کو بالخصوص بیان کیا جاتا ہے، جس کا مرکز بھی بنیادی طور پر عورت کا جنسی اور معاشی استحصال ہے۔ برصغیر میں ترقی پسند تحریک کے تحت عورتوں کے حق میں زیادہ ادب لکھا گیا ہے۔

تانیثیت کا مغربی اور مشرقی تناظر اپنے پس منظر کے حوالے سے تقریباً ایک ہی ہے لیکن ہر زبان کے ادب نے اپنے معاشرے اور کلچر کے مطابق اس کی نمائندگی الگ الگ انداز میں کی ہے۔ گزرتے وقت کے ساتھ ساتھ نہ صرف اس تحریک کے مطالبات میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے بلکہ اس میں مزید تبدیلیاں بھی رونما ہو رہی ہیں اور مغربی تانیثیت نہ صرف عالمی ادب میں بلکہ مختلف ثقافتوں میں بھی گہری اثر پذیری کا باعث بن رہی ہے۔ مشرقی تانیثیت بطورِ خاص مشرقی عورت کو فرسودہ روایات ،رسم و رواج اور قبیح رسومات مثلاً، ونی کرنا، غگ کرنا، سوارہ،کاروکاری وغیرہ سے آزادی دلوانے کے لیے کوشاں ہے۔ مغربی اور مشرقی تانیثیت کے تناظر میں ادبی حوالے ایک اہم کردار کے حامل ہیں۔

حوالہ جات

1. Susan Faludi, *The undeclared war against American women* , New York: crown press, 1991, p.40
2. Schneider's, S.M.*oil in Their Lamps: Faith, Feminism, and the Future*, New York: Paulist press, 2000, p.98
3. https://www.britannica.com/topic/feminism/The-suffrage-movement

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue I, (Jan to March 2022)

۴۔ انیس ہارون، فیمنزم اور پاکستانی عورت، مضمون، مشمولہ، آدھی عورت-پورا ادب (تاریخ، مسائل، اطلاقی جہات، امکانات)، مرتبین: ڈاکٹر عقیلہ جاوید، ڈاکٹر حماد رسول، شازیہ یاسمین، شکیل حسین سیّد، فکشن ہاؤس، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص۔۸۸

۵۔ سیما صغیر، ڈاکٹر، تانیثیت اور اردو ادب روایت، مسائل اور امکانات، براؤن بک پبلی کیشنز، نئ دہلی، ۲۰۱۸ء، ص۔۱۴

۶۔ ارجمند آرا، تانیثیت، مارکسی تانیثیت اور ادب کی قرآت، مشمولہ: تانیثیت اور ادب، مرتبہ: انور پاشا، عرشیہ پبلی کیشنز، دہلی، ۲۰۱۴ء، ص، ۳۴۹

References in Roman Script:

1. Susan Faludi, *The undeclared war against American women* , New York: crown press, 1991, p.40
2. Schneider’s, S.M.*oil in Their Lamps: Faith, Feminism, and the Future*, New York: Paulist press, 2000, p.98
3. https://www.britannica.com/topic/feminism/The-suffrage-movement
4. Anees Haroon, Feminisim or Pakistani Aurat, Mazmoon, Mashmoola, Adhi Aurat, Pura Adab (Tareekh, Masail, Itlaqi Jehat, Imkanat) Muratbeen, Dr. Aqeela Javed, Dr. Hammad Rasool, Shazia Yasmin, Shakeel Hussain Syed, Fiction House, Lahore, 2017, P88.
5. Seema Saghir, Dr. Taniseat or Urdu Adan Riwayat, Masail or Imkanat, Brown Book Publications, New Dehli, 2018, P.14
6. Arjumand Ara, Taneseyat, Marcsi Taneseyat or Adab ki Qirat, Mashmoola Taneseat or Adab, Murataba: Anwar Pasha, Arshia, Publiations, Delhi, 2014, P 349.